اسلام میں اخلاق کا تصور .... قسط ۲

محمد منشا کاشف

حضور اکرمؐ کے اخلاق کے بارے میں ارشاد فرمایا "فبما رحمة من الله لنت لهم و لو كنت فظا غليظ القلب لا نفضوا من حولك فاعف عنهم واستغفر لهم و شاورهم في الامر فاذا عزمت فتوكل على الله ان الله يحب المتوكلين"۔ (آل عمران آیت ۱۵۹)

ترجمہ: خدا کی رحمت کے باعث آپؐ ان پر نرم دل ہیں اور اگر آپؐ بدزبان یا سخت دل ہوتے تو یہ سب آپؐ کے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے۔ آپ ان سے درگزر کیجئے اور ان کیلئے استغفار کیجئے اور کام کا ان سے مشورہ کیجئے پھر جب آپ کا پختہ ارادہ ہو جائے تو اللہ پر بھروسہ کیجئے۔ بیشک اللہ تعالیٰ بھروسہ کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے۔ (تفسیر ستاری پ ۴ صفحہ ۸۰)

تشریح: "فظا" سے مراد یہاں سخت کلام ہے کیونکہ اس کے بعد "غلیظ القلب" کا لفظ ہے یعنی سخت دل فرمایا "اے نبی اگر تم سخت کلام اور سخت دل ہوتے تو یہ لوگ تمہارے پاس سے منتشر ہو جاتے اور تمہیں چھوڑ دیتے مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں آپکا والہ و شیدا بنا دیا کہ ان کے دل لگے رہیں اس لئے آپ کو بھی ان کی طرف سے محبت اور نرمی عطا فرمائی ہے۔" حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کی صفتوں کو اگلی کتابوں میں بھی پاتا ہوں کہ آپ سخت کلام سخت دل بازاروں میں شور مچانے والے اور برائی کا بدلہ برائی سے لینے والے نہیں بلکہ درگزر کرنے والے اور معافی دینے والے ہیں۔

آپ ذرا غور فرمائیں کتنا اعلیٰ اخلاق ہے سرور کائناتؐ کا۔ آج کے اکثر پڑھے لکھے جو کہ اپنے علم پر نازاں ہیں، جب ان سے گفتگو ہوتی ہے تو بداخلاقی سے گفتگو کرتے ہیں۔

ان میں اخلاق کی رمق بھی نظر نہیں آتی۔ ایسے لوگ دنیا کمانے کے درپے ہیں۔ سرور کائنات اخلاق حسنہ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

جنتی اور دوزخی کون ہیں: "عن ابی هريرة رضی الله عنه قال سئل رسول الله صلے الله عليه وسلم عن اكثر مايدخل الناس الجنة قال تقوى الله و حسن الخلق وسئل عن اكثرمايدخل الناس النار فقال الفم والفرج" (رواه الترمذی وقال حديث حسن صحيح بحوالہ رياض الصالحين۔"

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال ہوا وہ کونسی چیز ہے جس سے اکثر لوگ جنت میں داخل ہونگے۔ آپ ؐ نے فرمایا اللہ کا ڈر اور حسن خلق اور دریافت کیا گیا وہ کونسی چیز ہے جو لوگوں کو زیادہ دوزخ میں لے جائے گی۔ فرمایا منہ اور شرمگاہ (یعنی اگر زبان اور شرمگاہ کی حفاظت نہ کی جائے) (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: اس حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جنت میں جانے والی صفت یہ ہے کہ وہ اللہ سے ڈرتا ہے' احکام الٰہی کی پوری پابندی کرتا ہے اور اخلاق حسنہ سے گفتگو کرتا ہے۔ معلوم ہوا کہ اخلاق کا تعلق زبان کے ساتھ ہے' اچھے کلام سے گفتگو کرنا اخلاق ہے اور زبان کی حفاظت نہ کرنا۔ برے اخلاق کی علامت ہے اسی وجہ سے ایسا انسان دوزخ میں جائے گا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

"عن سهل بن سعد قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم من يضمن لی مابين لحييه و مابين رجليه اضمن له الجنة" (رواه البخاری)

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو

مخص ذمہ لے لے اپنی زبان اور اپنی شرمگاہ کا (کہ یہ دونوں غلط استعمال نہ ہونگی) میں اس کے لیے ذمہ داری لیتا ہوں جنت کی۔

تشریح: اس حدیث میں رسول ﷺ نے ان دونوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ بندہ اس کا ذمہ لے لے وہ غلط استعمال سے اپنی زبان کی حفاظت کرے گا اور شہوت نفس کو بھی خدا کے احکام کا پابند رکھے گا۔ میں اس کیلئے اللہ کی طرف سے جنت کا ذمہ لے سکتا ہوں۔ معلوم ہوا ہے زبان کی حفاظت کرنا ہی اخلاق ہے۔

خطرناک چیز کونسی ہے: عن سفیان بن عبداللہ الثقفی قال قلت یا رسول اللہ ما اخوف ما تخاف علی قال فاخذ بلسان نفسہ و قال ھذا" (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفیؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول ﷺ سے عرض کیا۔ حضرت میرے بارے میں جن باتوں کا حضورﷺ کو خطرہ ہو سکتا ہے ان میں زیادہ خطرناک اور خوفناک کیا ہے؟ سفیانؓ کہتے ہیں کہ آپ نے اپنی زبان مبارک پکڑ کر فرمایا کہ سب سے زیادہ خطرہ اس سے ہے۔

تشریح: زبان کی حفاظت کرنے کی حضور ﷺ نے بڑی تاکید فرمائی جو لوگ زبان کی حفاظت نہیں کرتے زبان سے لوگوں کو دکھ دیتے ہیں' چغلی کھاتے ہیں' غیبت کرتے ہیں' گفتگو کرتے وقت سخت کلام کرتے ہیں دوسروں کے ادب و احترام کا خیال نہیں رکھتے' بداخلاقی سے پیش آتے ہیں' یہی لوگوں کے لئے دوزخ کا سبب ہے۔ جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

اعمال صالحہ کرنے کے باوجود دوزخ میں کیوں: عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رجل یا رسول اللہ ان فلانۃ تذکر من کثرۃ صلوتھا

وصیامھا و صدقتھا غیر انھا تو ذی جیرانھا بلسانھا قال ھی فی النار قال یا رسول اللہ فان فلانۃ تذکر بقلۃ صیامھا و صدقتھا و صلوتھا و انھا تصدق بالا ثوار من الاقط ولا توذی بلسانھا جیرانھا قال ھی فی الجنۃ (رواہ احمد والبیہقی فی شعب الایمان بحوالہ مشکوۃ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ فلاں عورت زیادہ نماز پڑھنے' روزہ رکھنے اور خیرات کرنے میں شہرت رکھتی ہے لیکن وہ اپنی زبان سے اپنے ہمسایوں کو اذیت پہنچاتی ہے' رسول ﷺ نے فرمایا وہ دوزخ میں جائے گی۔

ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ؐ فلاں عورت جس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ بہت کم روزے رکھتی ہے اور بہت کم خیرات کرتی ہے اور بہت کم نماز پڑھتی ہے اور وہ صرف چند ٹکڑے پنیر کے خدا کی راہ میں دیتی ہے لیکن اپنی زبان سے اپنے ہمسایوں کو ایذا نہیں دیتی۔ آپ ؐ نے فرمایا وہ جنت میں جائے گی۔

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا ہر قسم کے نیک اعمال کرنے کے بعد زبان سے اذیت پہنچانے والے لوگ دوزخ میں جائیں گے' نماز' روزہ' خیرات جیسے اعمال کیا کام آئیں گے۔ جبکہ فرضی نمازوں کے علاوہ کم نوافل ادا کرنے والے۔ اسی طرح فرضی روزے ادا کرنے کے علاوہ نفلی عبادت بہت کم کرنے والے۔ مگر زبان کی حفاظت کر کسی کو اپنی زبان سے تکلیف نہ دینے والے۔ یہ جنت میں جائیں گے۔

مسلمان بھائیوں سے گذارش ہے کہ اس حدیث پر غور فرمائیں اور عبرت حاصل کریں۔ وگرنہ ہم بھی زبان بد استعمال کر کے جہنم کا ایندھن بن سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ فرمائے۔ آمین

ذریعہ نجات کیا چیز ہے: عن عقبة بن عامر قال لقيت رسول الله ﷺ فقلت ما النجاة فقال املک علیک لسانک و لیسعک بیتک وابک علی خطیئتک (رواہ احمد والترمذی)

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول ﷺ سے ملاقات کی اور پوچھا کہ نجات کا کیا ذریعہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "اپنی زبان کو قابو میں رکھو (وہ بے جا نہ چلے) (۲) اپنے گھر میں پڑے رہو (۳) اور اپنے گناہوں پر روؤ (یعنی اپنے گناہوں پر اللہ کے حضور میں رویا کرو)

تشریح: زبان پر قابو رکھنے اور اپنے گناہوں پر رونے کا مطلب تو ظاہر ہے لیکن ان دو کے علاوہ تیسری نصیحت جو آپ ﷺ نے یہ فرمائی کہ تمہارے گھر میں تمہارے لئے گنجائش ہونی چاہیے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب باہر کا کوئی کام نہ ہو تو آوارہ گردوں اور بے فکروں کی طرح باہر نہ گھوما کرو بلکہ اپنے گھر میں اور بیوی بچوں میں رہ کر گھر کے کام کاج دیکھا کرو اور اللہ کی عبادت کیا کرو۔ تجربہ شاہد ہے کہ بے ضرورت باہر گھومنا سینکڑوں برائیوں اور فتنوں کا سبب بن جاتا ہے۔

اخلاق کی فضیلت و اہمیت: اسلام میں نفلی نماز اور روزہ کی جو اہمیت ہے وہ ظاہر ہے لیکن اخلاق حسنہ کو بھی ان کی قائم مقامی کا شرف حاصل ہے۔ ارشاد ہے "ان الرجل لیدرک بحسن خلقه درجة قائم اللیل و صائم النهار"

ترجمہ: انسان حسن اخلاق سے وہ درجہ پا سکتا ہے جو دن بھر روزہ رکھنے اور رات بھر عبادت کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ ایک اور روایت ہے "عن عائشه رضی اللہ عنہا قالت سمعت رسول الله ﷺ یقول ان المومن لیدرک بحسن خلقه درجة قائم اللیل و صائم النهار (رواہ ابو داؤد)

حضرت عائشہ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے مومن (کامل) اپنی خوش خلقی کے ذریعہ رات عبادت کرنے والے اور دن کو روزہ رکھنے والے شخص کا درجہ حاصل کرلیتا ہے۔

یہ حدیث چند ہم معنی لفظوں کے اختلاف سے ابو داؤد' مسند احمد ' ابن حنبل' مستدرک حاکم' صحیح ابن حبان اور معجم طبرانی میں موجود ہے تو ظاہر ہوا کہ نفل نمازوں میں رات بھر کی شب بیداری اور نفل روزوں میں دن بھر کی بھوک پیاس سے جو درجہ حاصل ہو سکتا ہے وہی درجہ حسن خلق سے بھی حاصل ہو سکتا ہے حسن اخلاق کی یہ حیثیت اس کو یک گونہ عبادات کی کثرت سے بڑھا دیتی ہے۔ اسلام میں اخلاق ہی وہ معیار ہے جس سے باہم انسانوں میں درجہ اور مرتبہ کا فرق نمایاں ہوتا ہے ایک اور حدیث میں ہے۔

ما من شئی یو ضع فی المیزان اثقل من حسن الخلق فان صاحب حسن الخلق یبلغ بہ درجۃ صاحب الصوم و الصلوۃ

(سیرۃ النبی جلد ۶ صفحہ ۱۸ شبلی نعمانی)

ترجمہ: (قیامت کے دن) ترازو میں حسن خلق سے زیادہ بھاری کوئی چیز نہ ہوگی کہ حسن اخلاق والا اپنے حسن خلق سے ہمیشہ کے روزہ دار اور نمازی کا درجہ حاصل کر سکتا ہے۔ یہ حدیث ترمذی میں انہی الفاظ کے ساتھ ہے لیکن حدیث کی دوسری کتابوں' حاکم' ابن حبان' مسند احمد" اور ابو داؤد میں مختصراً صرف پہلا ٹکڑا ہے یعنی یہ کہ حسن اخلاق سے زیادہ بھاری کوئی چیز ترازو میں نہیں اس حدیث نے پوری طرح واضح کر دیا کہ اسلام کی میزان میں حسن اخلاق سے زیادہ گراں کوئی چیز نہیں ایک اور حدیث میں ہے کہ بندہ کو خدا کی طرف سے جو کچھ ملا ہے اس میں حسن اخلاق کا عطیہ سب سے بڑھ کر ہے۔ فرمایا "خیر ما اعطی الناس خلق حسن۔ لوگوں کو قدرت الہی کی طرف سے جو چیزیں عطا ہوئی ان میں سب سے بہتر اخلاق ہیں۔"

مختلف الفاظ کے ساتھ یہ حدیث حاکم، نسائی، ابن ماجہ، ابن حنبل، طبرانی اور ابن ابی شیبہ میں ہے۔ اس بشارت نے اخلاق حسنہ کی نعمت کو تمام انسانی نعمتوں سے بالاتر بنا دیا ایک اور حدیث میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا "احب العباد الی اللہ احسنھم اخلاقا" (طبرانی) اللہ کے بندوں میں اللہ کا سب سے پیارا وہ ہے جسکے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔ اور اسی طرح کامل ایمان کی بھی شرط یہ ہے کہ اسکے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔ جیسا کہ فرمایا اکمل المومنین ایمانا احسنھم خلقا (رواہ ابو داؤد والدارمی)

اس سے معلوم ہوا کہ حسن خلق خدا کی محبت اور رسول کی محبت کا ذریعہ ہے۔ فرمایا "ان احبکم الی و اقربکم منی فی الاخرۃ مجالس محاسنکم اخلاقا و ان ابغضکم الی و ابعد کم منی فی الاخرۃ مساویکم اخلاقا" (ابن حنبل، طبرانی، ابن حبان، شعب الایمان بیہقی)

ترجمہ: تم میں میرا سب سے پیارا اور نشست میں مجھ سے سب سے نزدیک وہ ہے جو تم میں خوش خلق ہے اور مجھے ناپسند اور قیامت میں مجھ سے دور وہ ہوگا جو تم میں سے بداخلاق ہے۔

اسی طرح کی حدیث ریاض الصالحین میں وضاحت کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔

عن جابرؓ ان رسول اللہ ﷺ قال ان من احبکم الی و اقربکم منی مجلسا یوم القیامۃ احاسنکم اخلاقا و ان من ابغضکم الی وا بعد کم منی یوم القیامۃ الثرثارون والمتشدقون والمتفیھقون؟ قالوا یا رسول اللہ قد علمنا الثرثارون والمتشدقون فما المتفیھقون قال المتکبرون " (رواہ الترمذی و قال حدیث حسن)

ترجمہ: حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن تم میں سب سے زیادہ مجھے وہ محبوب ہے اور اس کی مجلس زیادہ نزدیک ہوگی جس کے اخلاق بہت بہتر ہیں اور قیامت کے دن تم سے زیادہ مبغوض ترین اور زیادہ دور رہنے والا وہ آدمی ہوگا جو تکلف کے ساتھ تکبر کرنے والے ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے معلوم کر لیا کہ ثرثارون اور متشدقون کون ہوتے ہیں۔ آپ بتائیں کہ متفیہقون کون ہیں فرمایا تکبر کرنے والے۔

تشریح: "الثرثار" تکلف کے ساتھ زیادہ باتیں کرنے والا۔

"والمتشدق" جو گفتگو کے لحاظ سے لوگوں پر فخر کرتا ہے اور فصاحت و بلاغت کے بل بوتے پر عظمت جتاتے ہوئے تیز گفتگو کرتا ہے (یعنی ایسی گفتگو کرے جیسا کہ دوسرے آدمی کے ساتھ جھگڑتا ہے)

"والمتفیہق" فہق سے مشتق ہے اور الفہق کا معنی بھرنے کا ہے تو وہ آدمی جو گفتگو کرنے میں منہ بھر کر بات کرتا ہے اور منہ کھلا کرتا ہے اور اپنے غرور، رفعت و تکبر کا اظہار کرتے ہوئے اور اپنی برتری فضیلت جتاتے ہوئے تعجب انگیز باتیں کرے اور امام ترمذی نے حضرت عبداللہ بن مبارکؒ سے حسن خلق کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہا ہے" حسن خلق خندہ پیشانی، سخاوت، کسی کو تکلیف نہ پہنچانے کا نام ہے۔ (ریاض الصالحین ص ۲۷۳)

اخلاق کا معیار: حضورؐ کے صحابہؓ میں یہ جذبہ تھا کہ وہ حضور ﷺ سے جنت میں جانے کا سوال کرتے رہتے کہ کونسا عمل کریں جس کے سبب سے ہم جنت میں داخل ہو جائیں۔ اسی طرح ایک صحابی حضرت براء بن عازبؓ کہتے ہیں کہ ایک بدوی نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ مجھے وہ کام سکھایئے جو مجھے جنت میں لے جائے۔ فرمایا انسان کو غلامی سے آزاد کر۔ انسان کی گردن کو قرض کے بندھن سے چھڑا اور

ظالم رشتہ دار کا ہاتھ پکڑ اگر تو یہ نہ کر سکے تو بھوکے کو کھلا اور پیاسے کو پلا اور نیکی بتا اور برائی سے روک' اگر یہ بھی نہ کر سکے تو بھلائی کے سوا اپنی زبان روک (مشکل الاثار امام طحاوی جلد ۴ صفحہ ۲)

غور کیجئے کہ یہ حدیث اخلاقی عظمت کو کہاں تک بڑھا رہی ہے۔ ان تمام اعمال سے بڑھ کر زبان کی حفاظت کرنے کی تاکید فرمائی اور اسی طرح حضرت ابو سعید مرفوعاً روایت کرتے ہیں اور کہتے ہیں آدم کا بیٹا (انسان) جب صبح کرتا ہے یعنی سو کر اٹھتا ہے تو جسم کے سارے اعضاء زبان کے سامنے عاجزی کرتے اور کہتے ہیں کہ ہمارے معاملہ میں خدا سے ڈر اس لئے کہ ہم تیرے ساتھ وابستہ ہیں تو اگر ٹھیک رہے گی ہم بھی ٹھیک رہیں گے اور تو کجروی اختیار کرے گی تو ہم بھی کجرو ہونگے۔ (مشکوۃ)

بداخلاقی کی مذمت : خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے ولا تصعر خدك للناس ولا تمش فی الارض مرحا" ان الله لا یحب کل مختال فخور (پ ۲۱ س لقمان آیت ۱۸)

ترجمہ : اور لوگوں کیلئے اپنی گال نہ پھلا اور زمین میں اتراتا (اکڑتا) ہوا مت چل کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی اترانے (اکڑنے) والے شیخی خورے کو پسند نہیں کرتا۔ (ترجمۃ القرآن وحید الزمان حیدر آبادی)

ترجمہ : شریعت نے آداب گفتگو کا جو طریقہ سکھایا ہے' اس پر عمل کر کے ہی کامیابی حاصل کی جا سکتی ہے۔ مگر جو لوگ ایسے ہیں جب ان سے کوئی بات کرتا ہے تو وہ تکبر اور تحقیر سے منہ موڑ لیتا ہے کسی کے ساتھ بات کرنا پسند نہیں کرتا وہ اپنے سامنے لوگوں کو حقیر سمجھتا ہے۔ یاد رہے کہ اکڑنے اور شیخی مارنے سے آدمی کی کچھ عزت نہیں بڑھتی بلکہ وہ ذلیل و حقیر ہوتا ہے اس کے سامنے نہ سہی۔ اس کے پیچھے لوگ اسے برا کہتے ہیں۔